فتاویٰ امن پوری (قسط۱۹۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ بِغَيْرِ أَثَرٍ مِنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ .

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ اس پر جہاد کا کوئی نشان نہ ہوگا، تو اللہ سے ملاقات کے وقت اس کے جسم میں عیب ہوگا۔''

(سنن التّرمذي : 1666، سنن ابن ماجه : 2763)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے، سماع بالتسلسل چاہیے۔

② ابو رافع اسماعیل بن رافع ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ جُمْهُورُ الْأَئِمَّةِ .

''جمہور ائمہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 8/61)

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى ضَعْفِهٖ .

''اس کے ضعف پر حفاظ کا اجماع ہے۔''

(مِصباح الزّجاجة :99/1)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے:

مَنْ أَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَقَامَ فِي بَيْتِهٖ، فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَأَنْفَقَ فِي وَجْهِ ذٰلِكَ، فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ﴾(البقرة : ٢٦١).

''جس نے اللہ کے رستے میں مال پیش کیا اور خود گھر میں رہا، تو اس کے لیے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم کا اجر ہے۔ جو شخص خود بھی راہ خدا میں نکلا اور مال بھی خرچ کیا، تو اسے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ﴾(البقرة : ٢٦١)''اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے بڑھا چڑھا کر اجر عطا فرماتا ہے۔''

(سنن ابن ماجه :2761)

جواب: سند ضعیف ہے۔ خلیل بن عبداللہ مجہول اور غیر معروف ہے۔

❀ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حجر : 167/3)

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَاد ضَعِيفٌ .

''یہ سند ضعیف ہے۔''

(مِصباح الزّجاجة : 154/3)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ، وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي .

''بہترین ذکر وہ ہے، جو مخفی ہو اور بہترین رزق وہ ہے، جو بقدر کفایت ہو۔''

(مسند الإمام أحمد :172/1)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۸۰۹) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

جواب: سند ضعیف ہے۔

① محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لبیبہ ضعیف ہے۔

② ابن ابی لبیبہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 666)

③ اُسامہ بن زید لیثی متکلم فیہ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُولُوا : مَجْنُونٌ .

''اللہ تعالیٰ اتنی کثرت سے ذکر کریں کہ لوگ آپ کو ''دیوانہ'' کہنے لگیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 68/3، المستدرك للحاكم : 1839)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۸۱۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

جواب: سند ضعیف و منکر ہے۔ دراج بن سمعان ابو السمح جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔ اسی طرح دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید والی سند بھی ضعیف ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے جب دراج کی توثیق کی (تاريخ الدّوري : 5039) تو محدث فضلک رازی رحمہ اللہ نے اس قول پر نقد کیا۔ امام ابن حبان، امام دارمی اور امام ابن شاہین رحمہم اللہ کا امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی پیروی میں دراج کی توثیق کرنا جمہور کی جرح کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔

❁ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَرَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ صَنْعَةٌ.

''دراج کی حدیث میں ہیر پھیر ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم : 442/3، علل ابن أبي حاتِم : 674/3)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَرَّاجٌ حَدِيثُهُ مُنْكَرٌ.

''دراج کی احادیث منکر ہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم : 442/3، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ امام فضلک رازی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

ذُكِرَ لَهُ قَوْلُ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ فِي دَرَّاجٍ أَنَّهُ ثِقَةٌ فَقَالَ فَضْلَكُ : مَا هُوَ بِثِقَةٍ، وَلَا كَرَامَةَ لَهُ.

''آپ رحمہ اللہ کے سامنے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا قول کہ دراج ثقہ ہے، پیش کیا گیا، تو فرمایا: یہ بالکل ثقہ نہیں ہے، اس کا کوئی احترام نہیں۔''

(الكامِل لابن عدي : 11/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام نسائی رحمہ اللہ نے ''لیس بالقوی'' کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروكون : 187)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامَّةُ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي أَمْلَيْتُهَا مِمَّا لَا يُتَابَعُ دَرَّاجٌ عَلَيْهِ ...... وَمِمَّا يُنْكَرُ مِنْ أَحَادِيثِهٖ بَعْضُ مَا ذَكَرْتُ ...... وَسَائِرُ أَخْبَارِ دَرَّاجٍ غَيْرَ مَا ذَكَرْتُ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ يُتَابِعُهُ النَّاسُ عَلَيْهَا وَأَرْجُو إِذَا أَخْرَجْتُ دَرَّاجًا وَّبَرَّأْتُهٗ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي أُنْكِرَتْ عَلَيْهِ أَنَّ سَائِرَ أَحَادِيثِهٖ لَا بَأْسَ بِهَا وَيَقْرُبُ صُوْرَتُهٗ مَا قَالَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ .

''(دراج کی) جو احادیث میں نے لکھی ہیں، ان میں اکثر پر دراج کی متابعت نہیں کی گئی۔......اس کی جن روایات کو منکر کہا گیا ہے، ان میں سے بعض میں نے ذکر کر دی ہیں۔......اس کی دیگر احادیث، جنہیں میں نے ذکر نہیں کیا، ان پر رواۃ نے اس کی متابعت کی ہے۔ جب میں نے دراج کو ان احادیث سے بری کر دیا، جن کا اس پر انکار کیا گیا ہے، تو میرا خیال ہے کہ اس کی دیگر روایات (جن کو منکر بھی نہیں کہا گیا اور ان کی متابعت بھی کی گئی ہے، ان) میں کوئی حرج نہیں، اس کی حالت قریب قریب وہی ہے، جو امام یحییٰ بن

معین رحمہ اللہ نے بیان کی ہے(یعنی یہ راوی توثیق کے قریب قریب ہے)۔''

(الكامِل في ضُعفاء الرجال : 15/4)

امام ابن عدی رحمہ اللہ کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ دراج فی نفسہ ضعیف ہے، اس کی منکر روایات ہیں۔ جن روایات پر اس کی متابعت ہوئی، ان میں کوئی حرج نہیں۔ بالفاظ دیگر یہ راوی منفرد ہو، تو حجت نہیں۔ اس کی جس روایت کو منکر نہ کہا گیا ہو اور متابعت بھی ہو، تو اس کی روایت سے حجت لی جا سکتی ہے، اس صورت میں یہ راوی یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے قول کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(سؤالات البرقاني : 142)

❁ نیز ''ضعیف'' بھی کہا ہے۔

(سؤالات الحاكم للدارقطني :261)

تنبیہ:

دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید کا سلسلہ بھی ضعیف ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ فِيهَا ضَعْفٌ .

''دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید کی سند سے مروی احادیث میں ضعف ہے۔''

(الكامِل لابن عدي : 10/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ إِذَا كَانَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يُكْتَبُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ .

''عمرو بن حارث کی حدیث جب دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید کی سند سے ہو، تو اسے (متابعات وشواہد میں) لکھا جائے گا، مگر حجت نہیں پکڑی جائے گی۔''

(الإرشاد : 405/1)

۞ مذکورہ بالا حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے دراج کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرِّجال : 11/4)

۞ مذکورہ حدیث بھی دراج عن ابی الہیثم کے طریق سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

۞ ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَقُولَ الْمُنَافِقُونَ : إِنَّكُمْ مُرَاؤُونَ .

''اللہ عزوجل کا اتنا ذکر کریں کہ منافق لوگ آپ کو ریاکار کہنے لگیں۔''

(الزّهد لابن المُبارك : 1022، الزّهد لأحمد بن حنبل : 557)

(جواب): سند ضعیف ومرسل ہے۔

① ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ ربعی تابعی ہیں، براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں، لہٰذا سند مرسل ہے۔

② عمرو بن مالک نکری (حسن الحدیث) کی حدیث ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے، یہ روایت بھی اسی سے ہے۔

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب :336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ اثر بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

سوال: حدیث سے ثابت ہے کہ کھانے پینے کی شے میں مکھی گر جائے، تو اسے ڈبو کر نکالا جائے، اس کی حکمت کیا ہے؟

جواب: یہ حدیث صحیح ہے، قابل عمل ہے، تفصیل ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالْأُخْرٰى شِفَاءً .

''جب کسی کے پانی میں مکھی گر جائے، تو اسے ڈبوئے، پھر نکال دے، کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 3320)

❁ ثمامہ بن عبداللہ بن انس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَقَعَ ذُبَابٌ فِي إِنَاءٍ فَقَالَ أَنَسٌ بِإِصْبَعِهٖ فَغَمَسَهٗ فِي الْمَاءِ ثَلَاثًا وَقَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ، وَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

أَمَرَهُمْ أَنْ يَفْعَلُوا ذٰلِكَ، وَقَالَ: أَحَدُ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ.

''ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ مکھی ان کے برتن میں گر گئی، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی سے اسے پانی میں تین دفعہ ڈبویا اور کہا: بسم اللہ! اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ ایسا ہی کریں، اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے۔''

(المُختارة للضّياء: 206/5، ح: 1835، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سعید بن خالد قارظی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَتَيْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَزُورُهٗ بِقُبَاءَ، فَقَدَّمَ إِلَيْنَا زُبْدًا وَّكُتْلَةً، فَسَقَطَ فِي الزُّبْدِ ذُبَابٌ، فَجَعَلَ أَبُو سَلَمَةَ يَمْقُلُهٗ بِخِنْصَرِهٖ، فَقُلْتُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا خَالُ، مَا تَصْنَعُ؟، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَقَطَ الذُّبَابُ فِي الطَّعَامِ فَامْقُلُوهُ؛ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ سُمًّا، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً، وَإِنَّهٗ يُقَدِّمُ السُّمَّ، وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ.

''میں سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی زیارت کیلئے قبا میں حاضر ہوا، انہوں نے ہمیں مکھن اور (گوشت کا ایک بڑا) ٹکڑا پیش کیا، مکھن میں مکھی گر گئی، ابوسلمہ رحمہ اللہ اس کو اپنے ہاتھ سے ڈبونے لگے، میں نے کہا: اللہ آپ کو معاف کرے، ماموں جان! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کہا: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مکھی کھانے میں گر جائے، تو اسے ڈبوئیں، کیونکہ اس کے ایک پَر میں زہر (بیماری) اور دوسرے میں شفا ہے، مکھی زہر والا پَر پہلے نیچے لے جاتی ہے اور شفا والا اوپر رکھتی ہے۔''

(مسند أحمد: 24/3، 67، شرح مشكل الآثار للطّحاوي: 3289، وسندهٔ حسنٌ)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (388) لکھتے ہیں:

''اس روایت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں، جو ہر چیز کو مشاہدے اور حس سے پرکھنے کا رجحان رکھتے ہیں، وہ اسی چیز کو مانتے ہیں، جو ان کے ہاں تجربے سے صحیح قرار پائی ہو، یا عرف میں صحیح ہو۔ اور وہ لوگ جن کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے نور سے کھول کر اس میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا ثبوت بھر دیا ہے، وہ لوگ کچھ ایسا مزاج رکھتے ہیں کہ جب روایت ثابت ہو جائے، پھر اس کا انکار نہیں کرتے۔

یہ قاعدہ سرے سے غلط ہے کہ صحیح صرف وہ ہوتا ہے، جس کی نظیر موجود ہو، محض چیز کی دلیل کی موجودگی سے چیز صحیح ہو جاتی ہے۔ کسی چیز پر عقلی دلالت قائم ہو جائے اور اس بارے میں صحیح روایت مل جائے، تو ان دونوں سے اس چیز کو تسلیم کرنا واجب ہو جاتا ہے اور فسادیوں کی دلیل کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ شہد کی مکھی سے کیوں تعجب نہیں کرتے؟ اللہ نے اس کے پر میں زہر اور شفا جمع کر دیئے ہیں، اوپر والے پَر سے شہد بناتی ہے اور نیچے والے سے کاٹ کر سوجا دیتی ہے، انسان کا دشمن سانپ ہے، اس کے زہر سے انسان مر جاتا ہے، لیکن اس کا گوشت اس کے زہر کا تریاق اکبر ہے، یہ چیز کئی چیزوں میں ہے اور اطبا

کے ہاں معروف ہے، حتیٰ کہ عوام کے ہاں بھی معروف ہے، بلکہ مکھی کو اثمد سرمے میں ڈال کر اس سے آنکھیں تیز کرنے کی دوا بنائی جاتی ہے، اس سے نظر تیز ہوتی ہے، اسی طرح جس کو کتا کاٹ لے اس کے منہ پر مکھیاں ملی جاتی ہیں، اس سے کتے کا زہر بہت جلد مر جاتا ہے۔ یہ تو ہوئے اطبا کے اقوال جن کے مطابق ایک ہی چیز میں ایک ہی وقت زہر اور شفا ہوتی ہے، لیکن ان اقوال کی ہمیں کوئی حاجت نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ صادق مصدوق ہیں، آپ کے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔ یہ اقوال تو ہم ان کے لئے پیش کر رہے ہیں، جو اپنے استاد بقراط کے اقوال کی بنا پر ہر چیز میں تجربہ کی بات کرتے ہیں۔''

(إعلام الحديث : 2141/3)

نیز لکھتے ہیں:

''یہ سوال جاہل یا جان بوجھ کر جاہل بننے والا کر سکتا ہے، جو اپنے نفس میں اور حیوانوں کے انفاس کو دیکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اللہ نے ایک ہی چیز میں ایک ہی وقت میں خشکی تری، گرمی سردی کے مزاج جمع کر دیئے ہیں، حالانکہ یہ متضاد اشیا ہیں، جب ملتی ہیں، فساد میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ ان چیزوں کو جمع کر دیتا ہے۔ اس کو حیوان کی قوت بنا دیتا ہے، کہ اس کی وجہ ہی سے اس حیوان کی بقا ہوتی ہے، اور ضروری ہو جاتا ہے کہ اس میں ایک ہی وقت میں بیماری اور شفا جمع ہو جاتی ہے۔ اللہ مکھی کو الہام کرتا ہے کہ حیران کن گھر بنائے اور اس میں شہد تیار کرے، وہ چیونٹی کو الہام کرتا ہے اپنا کھانا جمع کر کے رکھ لے، تاکہ بعد میں کھالے، مکھی بھی اسی رب نے بنائی ہے، اس کو بھی

ایک راہ دکھا سکتا ہے کہ ایک پر کو اندر لے جائے دوسرے کو اوپر رکھ لے، جب اس کے ابتلا کا ارادہ کرے، یہ تعبد کے مدارج ہیں اور جن کو مکلّف بنایا گیا ہے، ان کا امتحان ہیں، ہر چیز میں عبرت ہے اور حکمت ہے، اس کو صرف وہی لوگ یاد کرتے ہیں، جو اولوالالباب ہیں۔''

(معالم السنن : 239/4)

❁ **علامہ ابن قیم** رحمہ اللہ (751ھ) **لکھتے ہیں:**

هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ أَمْرَانِ ؛ أَمْرٌ فِقْهِيٌّ، وَأَمْرٌ طِبِّيٌّ، فَأَمَّا الْفِقْهِيُّ فَهُوَ دَلِيلٌ ظَاهِرُ الدَّلَالَةِ جِدًّا عَلٰى أَنَّ الذُّبَابَ إِذَا مَاتَ فِي مَاءٍ أَوْ مَائِعٍ فَإِنَّهٗ لَا يُنَجِّسُهٗ، وَهٰذَا قَوْلُ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ، وَلَا يُعْرَفُ فِي السَّلَفِ مُخَالِفٌ فِي ذٰلِكَ، وَوَجْهُ الْاِسْتِدْلَالِ بِهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِمَقْلِهٖ، وَهُوَ غَمْسُهٗ فِي الطَّعَامِ، وَمَعْلُومٌ أَنَّهٗ يَمُوتُ مِنْ ذٰلِكَ، وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ الطَّعَامُ حَارًّا، فَلَوْ كَانَ يُنَجِّسُهٗ لَكَانَ أَمْرًا بِإِفْسَادِ الطَّعَامِ، وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَمَرَ بِإِصْلَاحِهٖ ....

وَأَمَّا الْمَعْنَى الطِّبِّيُّ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ : مَعْنَى امْقُلُوهُ : اغْمِسُوهُ لِيَخْرُجَ الشِّفَاءُ مِنْهُ، كَمَا خَرَجَ الدَّاءُ، يُقَالُ لِلرَّجُلَيْنِ : هُمَا يَتَمَاقَلَانِ، إِذَا تَغَاطَّا فِي الْمَاءِ .

وَاعْلَمْ أَنَّ فِي الذُّبَابِ عِنْدَهُمْ قُوَّةً سُمِّيَّةً يَدُلُّ عَلَيْهَا الْوَرَمُ،

وَالْحِكَّةُ الْعَارِضَةُ عَنْ لَسْعِهِ، وَهِيَ بِمَنْزِلَةِ السِّلَاحِ، فَإِذَا سَقَطَ فِيمَا يُؤْذِيهِ، اتَّقَاهُ بِسِلَاحِهِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقَابِلَ تِلْكَ السُّمِّيَّةَ بِمَا أَوْدَعَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِي جَنَاحِهِ الْآخَرِ مِنَ الشِّفَاءِ، فَيُغْمَسُ كُلُّهٗ فِي الْمَاءِ وَالطَّعَامِ، فَيُقَابِلُ الْمَادَّةَ السُّمِّيَّةَ الْمَادَّةُ النَّافِعَةُ، فَيَزُولُ ضَرَرُهَا، وَهٰذَا طِبٌّ لَا يَهْتَدِي إِلَيْهِ كِبَارُ الْأَطِبَّاءِ وَأَئِمَّتُهُمْ، بَلْ هُوَ خَارِجٌ مِنْ مِشْكَاةِ النُّبُوَّةِ، وَمَعَ هٰذَا فَالطَّبِيبُ الْعَالِمُ الْعَارِفُ الْمُوَفَّقُ يَخْضَعُ لِهٰذَا الْعِلَاجِ، وَيُقِرُّ لِمَنْ جَاءَ بِهِ بِأَنَّهٗ أَكْمَلُ الْخَلْقِ عَلَى الْإِطْلَاقِ، وَأَنَّهٗ مُؤَيَّدٌ بِوَحْيٍ إِلَهِيٍّ خَارِجٍ عَنِ الْقُوَى الْبَشَرِيَّةِ .

''اس حدیث میں دوطرح کے امور سے بحث ہے؛ ایک فقہی اور ایک طبی، فقہی مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ جب پانی یا کسی مائع چیز میں مکھی گر جائے، تو وہ نجس نہیں ہوگا۔ یہ جمہور علما کا قول ہے۔ سلف میں سے کوئی شخص اس کا مخالف نظر نہیں آتا۔ یہ استدلال اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ڈبونے کا حکم دیا ہے اور ڈبونے سے وہ پوری پانی میں داخل ہو جائے اور مر جائے گی اور اگر سالن گرم ہوا، تو بالاولی مر جائے گی، اگر اس کے مرنے سے سالن یا پانی نجس ہوتا، تو آپ ﷺ اس کھانے کو ضائع کرنے کا حکم دیتے، لیکن آپ ﷺ نے صرف (مکھی ڈبوکر) کھانے کی اصلاح کا حکم فرمایا۔

طبی لحاظ سے ابو عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کو ڈبو دو، تاکہ اس سے شفا نکل

آئے۔جس طرح اس سے بیماری نکلی تھی۔

یاد رکھیں کہ مکھی میں زہریلی طاقت ہوتی ہے،جس کی وجہ سے بسا اوقات سوج بھی پڑ جاتی ہے۔اس کے لڑنے سے عارضی طور پر کھجلی بھی ہو جاتی ہے۔تو یہ اس کا ہتھیار ہے۔ جب کسی ایسی جگہ میں گرتی ہے، جہاں اسے تکلیف ہو،تو وہاں اپنے ہتھیار سے بچاؤ کرتی ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس زہر کا مقابلہ اس کے دوسرے شفا والے پَر کو ڈبو کر کیا جائے۔ جب وہ پوری مکھی پانی میں ڈوب جائے گی،تو اس کا زہریلا مادہ اس کے شفا والے مادے سے ختم ہو جائے گا۔ یوں اس کا ضرر ختم ہو جائے گا۔ یہ وہ طب ہے،جس کو بڑے بڑے اطبا بھی نہیں جان سکے، یہ نبوت کے چراغ سے ملی ہے۔البتہ ایک ماہر عالم طبیب،جس کو اللہ توفیق دے، وہ اس علاج کے سامنے سر جھکا دے گا اور آپ کی لائی ہوئی وحی کا اقرار کرے گا، کیونکہ آپ ﷺ کامل ترین مخلوق ہیں۔وہ وحی الٰہی کی تائید کرے گا، جو قوی بشریہ سے خارج ہوتی ہے۔''

(زاد المَعاد في هَدي خير العِباد : 4/112)

(سوال):ابدال کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب):اللہ کے رسول ﷺ سے ابدال کے بارے میں کچھ ثابت نہیں۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ شَيْءٌ صَحِيحٌ .

''ان احادیث میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(الموضوعات : 3/152)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

تَكَلَّمَ بِهٖ بَعْضُ السَّلَفِ، وَيُرْوٰى فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

''اس بارے میں بعض سلف نے کلام کیا ہے۔اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ایک غیر ثابت حدیث مروی ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 394/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اَلْأَشْبَهُ أَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''درست بات یہی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 441/11)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِيثٍ يُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِدَّةِ الْأَوْلِيَاءِ وَالْأَبْدَالِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ وَالْأَقْطَابِ، مِثْلُ أَرْبَعَةٍ أَوْ سَبْعَةٍ أَوِ اثْنَيْ عَشَرَ أَوْ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ أَوْ ثَلَاثِمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ أَوِ الْقُطْبِ الْوَاحِدِ، فَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ شَيْءٌ صَحِيحٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْطِقِ السَّلَفُ بِشَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظِ إِلَّا بِلَفْظِ الْأَبْدَالِ ....

''ہر وہ روایت جو نبی اکرم ﷺ سے اولیاء، ابدال، نقباء، نجباء، اوتاد اور

اقطاب کی تعداد مثلا چار، سات، بارہ، چالیس، ستر، تین سو، تیرہ یا ایک قطب کے بارے میں بیان کی گئی ہے، ان میں سے کوئی بھی نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں، نہ سلف نے ایسا کوئی لفظ استعمال کیا ہے، سوائے ابدال کے۔۔۔''

(الفُرقان بين أولياء الرَّحمٰن وأولياء الشّيطان، ص101)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ الْأَبْدَالِ وَالْأَقْطَابِ وَالْأَغْوَاثِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ابدال، اقطاب، اغواث، نقباء، نجباء اور اوتاد کے بارے میں تمام کی تمام احادیث خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کے ذمے لگائی گئی ہیں۔''

(المَنار المُنيف، ص 136)

سوال: ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا جائز نہیں، بلکہ بدعت ہے۔ کیوں کہ ہوا خارج ہونے پر وضو فرض ہوتا ہے۔ استنجا کو وضو نہیں کہتے۔ یہ غلو کے زمرہ میں آتا ہے۔ دین میں غلو حرام ہے۔ نیز اجماع امت کی مخالفت بھی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجِبُ الِاسْتِنْجَاءُ مِنَ الرِّيحِ وَالنَّوْمِ وَلَمْسِ النِّسَاءِ وَالذَّكَرِ وَحُكِيَ عَنْ قَوْمٍ مِّنَ الشِّيعَةِ أَنَّهٗ يَجِبُ وَالشِّيعَةُ لَا يُعْتَدُّ بِخِلَافِهِمْ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ ریح (ہوا خارج ہونے)، نیند، عورتوں اور (کپڑے

کے اوپر سے) شرم گاہ کو چھونے سے استنجا واجب نہیں ہوتا۔شیعہ کے ایک گروہ سے اس کا واجب ہونا منقول ہے۔شیعہ کا اجماع کی مخالفت کرنا معتبر نہیں۔''

(المجموع شرح المهذب : 2/113)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ عَلٰى مَنْ نَامَ أَوْ خَرَجَتْ مِنْهُ رِيحٌ اسْتِنْجَاءٌ وَّلَا نَعْلَمُ فِي هٰذَا خِلَافًا .

''جو سو گیا یا جس کی ہوا خارج ہوگئی، دونوں پر استنجا نہیں ہے، ہمارے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(المغني :1/111)

❁ فتاوی عالمگیری میں ہے:

الْخَامِسُ بِدْعَةٌ وَّهُوَ الْاِسْتِنْجَاءُ مِنَ الرِّيحِ .

''ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا بدعت ہے۔''

(فتاوٰی عالمگيري :1/50)

ہوا خارج ہونے پر استنجا قرآن وسنت، صحابہ اور ائمہ دین سے منقول نہیں۔ استنجا تو نجاست زائل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، ہوا خارج ہونے سے وہ محل نجس نہیں ہوتا۔ثابت ہوا کہ ہوا خارج ہونے پر استنجا عبث ہے۔

سوال: بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمٰن کو شراب پینے پر کوڑے لگائے، جن سے ان کی موت واقع ہوگئی۔کیا یہ ثابت ہے؟

جواب: یہ ثابت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو شراب پینے پر تعزیراً

کوڑے لگائے، لیکن کوڑوں کی وجہ سے موت واقع ہونے کی بات درست نہیں۔

❁ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

شَرِبَ أَخِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ، وَشَرِبَ مَعَهٗ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَنَحْنُ بِمِصْرَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَسَكِرَا، فَلَمَّا صَحَّا انْطَلَقَا إِلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ أَمِيرُ مِصْرَ، فَقَالَا : طَهِّرْنَا، فَإِنَّا قَدْ سَكِرْنَا مِنْ شَرَابٍ شَرِبْنَاهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : فَلَمْ أَشْعُرْ أَنَّهُمَا أَتَيَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، قَالَ : فَذَكَرَ لِي أَخِي أَنَّهٗ قَدْ سَكِرَ، فَقُلْتُ لَهٗ : ادْخُلِ الدَّارَ أُطَهِّرْكَ، قَالَ : إِنَّهٗ قَدْ حَدَّثَ الْأَمِيرَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ لَا تُحْلَقُ الْيَوْمَ عَلٰى رُؤُوسِ النَّاسِ، ادْخُلْ أَحْلِقْكَ، وَكَانُوا إِذْ ذَاكَ يَحْلِقُونَ مَعَ الْحَدِّ، فَدَخَلَ مَعِيَ الدَّارَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَحَلَقْتُ أَخِي بِيَدِي، ثُمَّ جَلَدَهُمَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِذَالِكَ، فَكَتَبَ إِلٰى عَمْرٍو أَنِ ابْعَثْ إِلَيَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عُمَرَ عَلٰى قَتَبٍ، فَفَعَلَ ذَالِكَ عَمْرٌو، فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلٰى عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ جَلَدَهٗ وَعَاقَبَهٗ مِنْ أَجْلِ مَكَانِهٖ مِنْهُ، ثُمَّ أَرْسَلَهٗ فَلَبِثَ أَشْهُرًا

صَحِيحًا، ثُمَّ أَصَابَهُ قَدَرُهُ، فَيَحْسَبُ عَامَّةُ النَّاسِ أَنَّهُ مَاتَ مِنْ جَلْدِ عُمَرَ، وَلَمْ يَمُتْ مِنْ جِلْدِهِ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی بات ہے کہ ہم مصر میں تھے، میرے بھائی عبدالرحمٰن نے شراب پی لی، ان کے ساتھ ابوسروعہ عقبہ بن عامر نے بھی شراب پی لی اور بے ہوش ہو گئے۔ افاقہ ہونے پر مصر کے وزیرِاعلیٰ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنے لگے: ہم پر حد نافذ کر دیجیے، ہم نشہ آور شراب پی بیٹھے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے خبر نہ تھی کہ وہ دونوں سیدنا عمرو بن عاص کے پاس چلے گئے ہیں۔ مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں تو شراب پی بیٹھا ہوں۔ میں نے کہا، آؤ گھر جا کر آپ پر حد لگاؤں۔ اس نے کہا: میں نے امیر کو بتا دیا ہے۔ میں نے کہا: آپ کا سر لوگوں کے سامنے نہیں مونڈھا جائے گا، لہٰذا گھر چلو، سر مونڈھ دوں، ان دنوں شراب پینے پر کوڑوں کے ساتھ ساتھ سر بھی مونڈھا جاتا تھا۔

وہ گھر داخل ہوا، میں نے اس کا سر مونڈھ دیا، بعد میں دونوں کو امیرِ مصر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کوڑے لگائے،۔

اس واقعہ کی خبر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی پہنچ گئی۔ امیرِ مصر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ عبدالرحمٰن کو اونٹ پر سوار کر کے میرے پاس بھیج دیں۔ آپ نے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔ جب عبدالرحمٰن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کے پاس آیا، تو آپ نے بیٹا ہونے کی وجہ سے دوبارہ کوڑے بھی لگوائیں اور

خوب سرزنش بھی کی۔ پھر اسے چھوڑ دیا۔عبدالرحمٰن ایک ماہ تک صحت یاب رہے، پھر تقدیر غالب آ گئی۔لوگ سمجھنے لگے کہ سیدنا عمر بن خطاب کے کوڑوں کی وجہ سے فوت ہوا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کوڑوں کی وجہ سے موت واقع نہیں ہوئی۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 312/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ جورقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ ثَابِتٌ، وَإِسْنَادُهٗ مُتَّصِلٌ صَحِيحٌ .

''ثابت حدیث ہے، اس کی سند ''متصل وصحیح'' ہے۔''

(الأباطيل والمَناكير : 238/2)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الأجوبة المَرضية : 936/3)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

الَّذِي يُشْبِهُ أَنَّهٗ جَلَدَهٗ جَلْدَ تَعْزِيرٍ ، فَإِنَّ الْحَدَّ لَا يُعَادُ .

''مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوڑے تعزیراً مارے گئے، کیوں حد دو بار قائم نہیں کی جاسکتی۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 312/8)